تقریروں میں کبھی ان کا ذکر نہیں کیا۔ گیارہ ہزار بستیاں اب بھی بسائی جا رہی ہیں۔ اگر یہی رفتار جاری رہی تو جلد ہی "فلسطینیوں کے لیے اُن کے اپنے وطن میں زمین کا کوئی ٹکڑا باقی نہیں رہے گا۔"

## پچاس فیصد سے زیادہ مسیحی آبادی ترکِ وطن کر گئی ہے۔

ایک طرف بیرونِ ملک سے نقلِ مکانی کر کے مسلسل آنے والے یہودیوں کی وجہ سے فلسطین کی مقامی مسیحی آبادی کی عددی قوت تحلیل ہوتی جا رہی ہے، دوسری طرف خود مسیحی آبادی اپنا وطن چھوڑتی جا رہی ہے۔ اس صورتِ حال میں فلسطین کے مسیحی دانش وروں کو تشویش ہے۔ اُن کی رائے میں مسیحیوں کا اپنا وطن چھوڑ کر بیرونِ ملک چلے جانا، ارضِ فلسطین کو اس کے اصل باشندوں سے خالی کرنے کے اسرائیلی مقاصد اور منصوبوں کی تکمیل کو آسان کرنے کے مترادف ہے۔

ریورنڈ ڈاکٹر قری الراہب نے ۱۰ مارچ ۱۹۹۳ء کو "مرکز برائے مطالعہ ثقافت" (بیت لحم) کے ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ فلسطین میں احیائے اسلام کی تحریک اور مسیحیوں کی نقلِ مکانی ساتھ ساتھ چل رہی ہیں۔ اُن کے تجزیے کے مطابق "مسلمان بھائی اسرائیلی ظلم و تشدّد سے نبرد آزما ہونے کے لیے دین کی جانب رجوع کر رہے ہیں مگر مسیحی نفسیاتی اور سیاسی دباؤ سے فرار حاصل کرنے کے لیے ترکِ وطن کر رہے ہیں۔ "عرب - یہود تنازعے کا کوئی پُرامن حل سامنے نہ آنے کی وجہ ہی بنیادی سبب ہے کہ لوگ بلا اختلاف مذہب دوسرے ممالک کا رُخ کرتے ہیں۔

ریورنڈ ڈاکٹر الراہب بیت لحم کے لوتھرین بلیکل چرچ کے معروف رہنما ہیں۔ اُنہوں نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ ایک لاکھ ۷۵ ہزار فلسطینی مسیحی اپنے وطن سے باہر مقیم ہیں۔ فلسطینی آبادی جو اسرائیل کے ظلم و تشدد اور بے انصافی کے باوجود اپنے وطن میں ابھی تک زندگی گزار رہی ہے اس میں مسیحی، آبادی کا صرف ۲٫۲ فیصد ہیں۔ فلسطین کی مسیحی آبادی ایک لاکھ ۴۵ ہزار ہے۔ اس میں سے، ڈاکٹر راہب کے اندازے کے مطابق، تیس ہزار بیت لحم کے علاقے میں آباد ہے، تیرہ ہزار شہر بیت لحم میں رہ رہی ہے۔ فلسطینیوں کی زمین اور جائدادیں قرق کر کے روس سے آنے والے یہودیوں کے لیے نئی بستیاں بسائی جا رہی ہیں اور یہ صورتِ حال ازحد خطرناک ہے۔

اجلاس کے ایک دوسرے مقرر بیت لحم یونیورسٹی کے استاد ڈاکٹر عدنان مسالم نے ڈاکٹر الراہب کے خیالات کی تائید کی۔ اُنہوں نے تاریخی پس منظر میں فلسطین سے مسیحی آبادی کے انتقال اور انخلاء پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ یہ لوگ ہنر پیشہ ہیں۔ ان میں تعلیم یافتہ لوگ شامل ہیں جو باہر جا کر تعلیمی اداروں میں کام کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر عدنان مسالم نے، اس امر پر زور دیا کہ مسلم اور مسیحی فلسطینیوں کا مستقبل باہم مربوط ہے۔ اُن کے درمیان نسلی اور ثقافتی رشتے ہیں اور مسیحی فلسطینیوں کو ترکِ وطن

نہیں کرنا چاہیے۔ اُنہوں نے تجویز کیا کہ فلسطین میں سرمایہ کاری کی جائے جو لوگوں کو اپنے وطن ہی میں رہنے پر آمادہ کرے گی۔ [Palestine Times (لیڈز)، اپریل ۱۹۹۳ء]

## لبنان: ملک کی تعمیرِ نو کے لیے تبشیری چرچوں کا غور وخوض

اگرچہ لبنان میں امن کے امکانات بہتر نظر آتے ہیں لیکن عدمِ استحکام ختم نہیں ہوا۔ سترہ سال کی خانہ جنگی کے بعد تباہ و برباد ملک کی تعمیرِ نو کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ خانہ جنگی نے چرچوں [اور مساجد] کو کھنڈروں میں تبدیل کر دیا ہے۔ بے روزگاری ۶۰ سے ۸۰ فیصد تک ہے اور پچاس ہزار جانیں خانہ جنگی کی نذر ہوئی ہیں۔

تعمیرِ نو کے کام میں حصہ بٹانے والا ایک ادارہ لبنان کا چرچ ہے۔ نومبر ۱۹۹۲ء میں بشارتی چرچوں، دینی اداروں اور ریلیف ایجنسیوں کے بارہ افراد پر مشتمل ایک گروپ نے بیروت کا دورہ کیا تھا۔

"ورلڈ ورژن" [عالمی تصوّر] کے ٹام گیٹ مین نے کہا کہ "نقصانات کو دیکھ کر ہمارے دل شکستہ تھے مگر پہلے سے زیادہ متحد چرچ اور تنازعے کے خاتمے پر اکثر مسیحیوں کے ایمان اور بحالی کی کیفیت دیکھ کر ہم پُر امید ہیں۔ کیتھولک، آرتھوڈوکس، پروٹسٹنٹ اور مارونی چرچوں کے ہزار سال سے زیادہ پرانے الٰہیاتی اور فرقہ وارانہ اختلافات بمباری سے بچنے کی پناہ گاہوں میں ناپید تھے۔"

چرچ ریلیف اور ترقیاتی منصوبوں کو جِس عنصر نے نقصان پہنچایا ہے، وہ مختلف فرقوں کی جانب سے آنے والی امداد کے درمیان ربط کی عدم موجودگی ہے۔ گیٹ مین کے خیال میں بیروت میں چرچ باہر سے "بڑی رقوم" آنے کے منتظر نہیں بلکہ وہ مغربی دُنیا میں مختلف گروہوں کے ساتھ مل کر چرچ کی تعمیرِ نو اور تبشیری و ترقیاتی کام کرنا چاہتے ہیں۔ [رپورٹ: کرسچنٹی ٹوڈے، بحوالہ ماہنامہ "فوکس" لیسٹر، دسمبر ۱۹۹۲ء]